شیخ المشائخ

حضرت خواجہ احمد سعید دہلوی ثم مدنی

رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف رسالہ ہذا

رسالہ مبارکہ ''اِثْبَاتُ الْمَوْلِدِ وَالْقِیَامِ'' کے مؤلف شیخ المشائخ حضرت خواجہ احمد سعید دہلوی ثم مدنی ثم بقیعی ہیں، آپ نسب اور طریقت ہر دو اعتبار سے مجددی ہیں، سلسلۂ نسب چھ واسطوں سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ السامی سے جاملتا ہے، والدِ ماجد کا اسمِ گرامی زَکِیُّ الْقَدْر اور کنیت ابوسعید تھی جو نام کی بجائے کنیت سے معروف ہوئے۔

آپ قدس سرہ یکم ربیع الآخر ۱۲۱۷ھ/۳۱/جولائی ۱۸۰۲ء کو رام پور میں پیدا ہوئے، اور ۲/ربیع الاول ۱۲۷۷ھ/۱۸ستمبر ۱۸۶۰ء منگل کے دن ظہر اور عصر کے درمیان مدینہ منورہ کی پاکیزہ فضاؤں میں آپ نے اس حیاتِ مستعار کے آخری سانس لئے، تجہیز و تکفین کے بعد آپ کا جنازہ پہلے حضور نبی کریم شفیعِ عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مواجہہ شریف میں لاکر رکھا گیا پھر نمازِ جنازہ مسجد نبوی کی عہدِ نبوی کی حدود میں ادا کی گئی، آپ کے جسدِ اطہر کو رِیَاضُ الْجَنَّۃِ کے

اندر محرابِ نبوی میں لاکر رکھا گیا جہاں آپ کے جدِّ اعلیٰ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا جنازہ رکھا گیا تھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جنت البقیع میں حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے گنبد مبارک کے متصل قبلہ کی جانب دفن کیا گیا، ذیل کا قطعہ تاریخی سنگ مرمر پر کندہ کرواکر آپ کے سرہانے نصب تھا: [۱]

قَضٰی قُطُبُ الْاَقْطَابِ الشَّهِيْرُ بِاَحْمَدَ
سَعِيْدٍ اِمَامِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْهُدٰی
مَنَارِ الطَّرِيْقِ النَّقْشْبَنْدِيَّةِ الَّتِیْ
لَهَا جَدُّهٗ فِی الْاَلْفِ مُجَدِّدًا
وَمُنْذُ حَلَّ فِیْ ذَا الْقَبْرِ نَادَيْتُ اَرِّخُوْا
سَعِيْدًا شَهِيْدًا بِالْجَنَانِ مُخَلَّدًا
..................۱۲۷۷ھ..................

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ابھی دس سال پوری نہ تھی کہ آپ اپنے والدِ ماجد حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت شاہ غلام دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے، جو آپ پر بے حد مہربان تھے، انہیں اپنی اولاد کی مانند سمجھتے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ میں نے بہت سے لوگوں سے بیٹا طلب کیا کسی نے نہ دیا لیکن ابوسعید نے اپنا بیٹا ہمارے حوالہ کردیا، آپ نے

---

[۱] نجدیوں سعودیوں نے حجاز (عرب) پر تسلط جمانے کے بعد اس وقت موجود تمام گنبدوں اور مزارات شریفہ کو گرا کر قبور کو زمین کے برابر کردیا۔

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے والدِ ماجد کے سایۂ عاطفت میں تربیت پائی، انہوں نے آپ کو نصیحت فرمائی کہ قال کو حال کے ساتھ جمع کرو، علمائے وقت سے اکتسابِ علم کرو اور حلقۂ ذکر کے وقت اس میں شمولیت کیا کرو، دورانِ حلقہ بسا اوقات حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کو اپنی مسند پر ایک طرف بٹھاتے اور پوری قوت سے ایک گھنٹہ تک توجہ سے نوازا کرتے تھے، آپ نے وقت کے جید علمائے کرام سے علم کی تحصیل فرمائی، علاوہ ازیں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تینوں فرزندوں سے استفادہ کیا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیثِ پاک کی سند حاصل کی، اس کے ساتھ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بتمام وکمال مجددی سلوک طے فرمایا، چوں کہ تمام مقامات میں اپنے والدِ ماجد حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ سے توجہات حاصل کیں اس لئے ان کا نام بھی شجرۂ طریقت میں شامل ہے۔

آپ کے پیرومرشد باپ بیٹا ہر دو پر بے حد خوش تھے، آپ کا ارشاد ہے:۔

''ابوسعید، رؤف، بشارت اللہ اور احمد سعید اس زمانہ میں دینِ محمدی کے ستون ہیں۔''

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲؍صفر ۱۲۴۰ھ کو وصال پایا، وصال سے قبل آپ نے اپنی مسند، خانقاہ اور مکانات متعلقہ خانقاہ حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرمائے، جنہوں نے نو (۹) سال اور تین (۳)

ماہ تک اس خانقاہ شریفہ میں مسند نشینی کے فرائض انجام دیئے ۱۲۴۹ھ کو وہ حرمین شریفین کے سفر پر روانہ ہوئے اور خانقاہ شریفہ کا سارا انتظام حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرمادیا، حج وزیارت سے واپسی کے سفر میں آپ کے والدِ ماجد رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا، حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مرادی تربیت نے اثر دکھانا شروع کردیا، لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر سلسلہ شریفہ میں داخل ہونے لگے، تقریباً پچیس برس تک یہ دریائے فیضان موجزن رہا تاآں کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کا مرحلہ آن پڑا، انگریزوں کے تسلط کے بعد آپ نے حرمین شریفین کی جانب ہجرت اختیار کرلی، آپ بادبانی جہاز پر آخر شوال ۱۲۷۴ھ کو جدہ شریف پہنچے، اسی سال فریضۂ حج ادا کیا، اس کے بعد مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کرلی، اور وقتِ موعود تک وہیں قیام رہا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں جہاد کا فتویٰ صادر کرنے والے علمائے کرام میں آپ اور آپ کے برادرِ اصغر حضرت شاہ عبدالغنی محدث دہلوی ثم مدنی کا نام شامل ہے، بقول پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب آپ اس فتوے کے اولین محرک ہیں، سقوطِ دہلی اور انگریزی تسلط کے بعد چار ماہ تک آپ اپنی خانقاہ شریف میں مقیم رہے، زاں بعد آپ نے اپنے اہلِ وعیال وافرادِ خاندان اور خُدّام سمیت حرمین شریفین کی جانب ہجرت اختیار کرلی، اس قافلۂ ہجرت میں کم وبیش ایک سو افراد تھے، سقوطِ دہلی کے بعد ہنگامہ داروگیر اور زاں بعد مراحل میں

اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کے لئے غیب سے بندوبست انگریزی فوج میں ایک پٹھان افیسر نورنگ خان کی صورت میں کر رکھا تھا، جو آپ کے خلیفۂ اجل حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا، انگریز اپنی فوج میں بغاوت کے خطرہ کے پیشِ نظر آپ کو شہید نہ کر سکے، ایک اور نا معلوم الاسم پٹھان افسر نے لدھیانہ میں آپ کی خدمت کی اور مجددی خاندان کے ایک صاحب زادہ خورشید احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ کو انگریزی قید سے آپ کی فرمائش پر رہائی دلائی، قصۂ مختصر آپ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل سے ہوتے ہوئے حرمین شریفین بخیر وعافیت پہنچ گئے [1]

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مقاماتِ خیر ص ۹۰ تا ۹۴)

---

[1] مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ نے اپنے ان خدام کو فراموش نہ کیا، چناں چہ حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خط میں تحریر فرمایا:۔

احوالِ نورنگ خان هم باید نوشت که کجا هستند وبفرزندانِ ایشان ومیرعالم خان ودیگر همه مخلصین ومتعلقین سلام مسنون خوانند۔

مکتوبات شاہ احمد سعید (خطی) مکتوب نمبر ۱۳۳ مملوکہ پروفیسر صاحبزادہ محمد سعد سراجی مرشد بابا۔

تصانیف مبارکہ

حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ العزیز علوم ومعارفِ دینیہ کے بحرِ ذخار تھے، معاصر علماء میں سے کسی کو آپ کے مقابل بحث کا یارا نہ تھا، آپ کے سوانح نگار حضرت مولانا شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی علمی قابلیت پر یوں روشنی ڈالی ہے:۔

چناں عالم بودند که درهر مسئله از مسائلِ دینیه که مناظره فرمودند غالب آمدند۔

مناقبِ احمدیہ ومقاماتِ سعیدیہ (فارسی) ص/۱۵۵۔

مفہوم: آپ اتنے بلند پایہ عالمِ دین تھے کہ مسائلِ دینیہ میں سے جس مسئلہ پر کسی سے مناظرہ فرماتے غلبہ آپ ہی کو نصیب ہوتا۔

لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قال کی وادی کی بجائے حال کے میدان میں ڈیرہ ڈال رکھا تھا، اوراد ووظائف، تسبیح وتہلیل، حلقہ ہائے ذکر، مریدین کو توجہ دینے اور مخلوقِ خدا کی روحانی رہنمائی وغیرہ امور سے آپ کو فرصت نہ تھی، کچھ طلبہ کو کتبِ درسیہ کے اسباق بھی پڑھاتے اور ان میں بھی درج بالا مصروفیات کے باعث بسا اوقات ناغہ ہو جاتا، ایسی صورت میں بغیر اشد ضرورت کے تصنیف وتالیف کے لئے وقت نکالنا ممکن نہ تھا۔

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور ان کے خاندان کے ایک نوخیز عالم مولانا محمد اسماعیل دہلوی نے جمہور اہلِ سنت اور اپنے ہی اسلاف کے عقائد ونظریات کے خلاف تقریری اور تصنیفی محاذ گرم کر رکھا تھا اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کے نظریات کو اپنا کر ان کا پرچار شروع کر دیا تھا جس کے باعث اس خاندان کے تلامذہ اور عام مسلمانوں میں ایک ہیجان کی کیفیت بپا تھی، دہلی کے پندرہ سو مسلمانوں نے اپنے دستخطوں کے ساتھ حاکمِ وقت انگریز ریذیڈنٹ کے پاس ان کے وعظ کی بندش کی درخواست دی لیکن اس کا کوئی اثر نہ ہوا، چند دنوں کی بندش کے بعد اس نے مولوی صاحب کو متنازعہ فیہ وعظ کی اجازت دے دی ایسے حالات میں حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کب خاموش رہ سکتے تھے، چناں چہ آپ نے زبانی اور تحریری ہر دو انداز میں اس فتنۂ جدیدہ کی سرکوبی کے لئے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، آپ کے سوانح نگار لکھتے ہیں:۔

ذکر کسے بہ بدی نمی فرمودند الا ایں فرقۂ ضالہ وہابیہ را کہ بجہت تحذیرِ مردماں قباحتِ افعال واقوالِ شاں بیان می فرمودند۔

مناقبِ احمدیہ ومقاماتِ سعیدیہ ص/۱۵۷۔

ترجمہ: وہابیوں کے گمراہ فرقہ کے سوا کسی اور کا ذکر برے انداز سے نہ فرماتے، لوگوں کو بچانے کی غرض سے ان کے افعال اور اقوال کی قباحت بیان فرمایا کرتے تھے۔

آپ قدس سرہ کی تصانیف کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

۱ ...... سَعِیْدُالْبَیَانِ فِیْ مَوْلِدِ سَیِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ "اردو"۔

۲ ...... اَلذِّکْرُ الشَّرِیْفُ فِیْ اِثْبَاتِ الْمَوْلِدِ الْمُنِیْفِ "فارسی"۔

۳...... اِثْبَاتُ الْمَوْلِدِ وَالْقِیَامِ عربی (رسالہ ہذا)۔

۴...... اَلْفَوَائِدُ الضَّابِطَۃُ فِیْ اِثْبَاتِ الرَّابِطَۃِ "فارسی"۔

۵......تَحْقِیْقُ الْحَقِّ الْمُبِیْنِ فِیْ اَجْوِبَۃِ الْمَسَائِلِ الْاَرْبَعِیْنَ "فارسی"۔

۶ ...... اَنْہَارِ اَرْبَعَۃ "فارسی"۔

ان کے علاوہ آپ کے ایک سوسینتیس ر۱۳۷ر مکتوبات شریفہ کا مجموعہ بھی ہے یہ مجموعۂ مکاتیب حضرت قبلہ حاجی مولانا دوست محمد قندہاری کا مرتّب فرمودہ ہے۔

اس مجموعۂ مکتوبات کے متعدد مخطوطے کتب خانہ خانقاہِ احمدیہ سعیدیہ موسٰی زئی شریف (ڈیرہ اسماعیل خان) میں موجود ہیں، ایک خطی نسخہ جناب مرشد بابا پروفیسر محمد سعد سراجی صاحب کے ہاں بھی محفوظ ہے جس کے کاتب حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ خلیفۂ اجل ونائب مناب حضرت قندہاری موصوف رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ڈاکٹر غلام مصطفٰی خان (حیدر آباد، سندھ) نے اس مجموعۂ مکاتیب کو پہلی مرتبہ تحفہ زواریہ کے نام سے طبع فرمایا۔

آپ کی ان درج بالا چھ تصانیف میں سے پانچ کا تعلق بلاواسطہ یا بالواسطہ فرقۂ ضالہ وہابیہ کی تردید سے ہے، محافلِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جنہیں یہ فرقہ بدعتِ سیۂ قرار دیتا ہے کی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں اہمیت اس امر سے عیاں ہے کہ اس موضوع پر آپ نے اردو، فارسی، عربی تین زبانوں میں رسائل تحریر فرمائے، ان رسائل میں سے زیرِ نظر رسالہ یعنی 'اثبات المولد والقیام' چند خصوصیات کا حامل ہے۔

پہلی...... یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ اقدس سے تحریر شدہ کا عکس شاملِ اشاعت ہے۔

دوسری...... یہ کہ اس کے مخاطب عوام نہیں بلکہ وہابی علماء ہیں، شاید اسی لئے عربی زبان میں لکھا گیا، اس کے ترقیمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مولوی محبوب علی جعفری کی کتاب کے جواب میں تحریر کیا گیا ہے، لیکن اس کے مخاطب فرقۂ وہابیہ کے تمام علماء ہیں، یہ رسالہ آپ قدس سرہ کی طرف سے ان پر اِتمامِ حجت کا درجہ رکھتا ہے، آپ انہیں یوں مخاطب فرماتے ہیں:۔

''اگر تم مسلمان ہو اور اللہ تعالیٰ کے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مستند حالات سننے کا شوق رکھتے ہو تو ہماری محافلِ میلاد میں آؤ۔''

گویا آپ ان کے دلوں پر دستک دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

لذتِ ایں مے نہ شناسی تا نہ چشی

یہ رسالہ اگرچہ حجم میں مختصر ہے لیکن دلائل وبراہین کے اعتبار سے بہت قوی اور مضبوط ہے، آج ڈیڑھ سو سال بعد بھی اس کے دلائل لاجواب ہیں، یہی

خصوصیت آپ کی دیگر تصانیف کی ہے کہ تاہنوز ان میں سے کسی کا رد لکھنے کی کسی کو ہمت نہ ہوئی، آپ کی روحانی عظمتوں کے ساتھ ساتھ آپ کا علمی رعب ودبدبہ اس شان کا تھا جب تک آپ دہلی میں مقیم رہے فرقۂ وہابیہ کو سر اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی۔ لیکن ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصہ لینے کی پاداش میں جب اہلِ سنت کے بعض علماء کو فرنگیوں نے شہید کردیا، بعض ہجرت پر مجبور ہوگئے تو اب وہابیہ اور دیگر باطل فرقوں کے لئے میدان خالی تھا، مزید برآں انگریز حکومت بھی ان کی پشت پر تھی، حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح نگار تحریر فرماتے ہیں:۔

وَمَا کَانَ لِتِلْکَ الْفِرْقَۃِ الضَّالَّۃِ لِرَفْعِ الرَّأْسِ طَاقَۃٌ مُدَّۃَ اِقَامَتِہٖ فِیْ دِھْلی مِنْ ھَیْبَتِہٖ. اَلْمَنَاقِبُ الْاَحْمَدِیَّۃُ وَالْمُقَامَاتُ السَّعِیْدِیَۃ (عربی) ص/۱۵۰

ترجمہ: دہلی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قیام کے زمانہ میں آپ کی ہیبت کے باعث اس گمراہ فرقہ کو سر اٹھانے کی ہمت نہ تھی۔

یہ رسالہ بخطِ مصنف رحمۃ اللہ علیہ پہلی مرتبہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی عظیم خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف (ڈیرہ اسماعیل خان) سے متعلق مکتبہ سراجیہ کی جانب سے جناب پروفیسر محمد سعد سراجی دوستی مرشد بابا کے زیرِ اہتمام زیورِ طبع سے آراستہ ہوا، پھر مکتبہ ایشق ترکی سے چھپا، اس کا اردو ترجمہ مرکزی مجلس رضا لاہور اور مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور، کے اہتمام سے چھپ کر شائع

ہوا، یہ اس ترجمہ کی اشاعتِ ثالثہ ہے۔

اس کے مترجم استاذ الاساتذہ حضرت مفتی **محمد رشید** نقشبندی مجددی شیخ الحدیث جامع نظامیہ رضویہ لاہور رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

مولوی محبوب علی جعفری

حضرت شاہ احمد سعید دہلوی ثم مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رسالہ ''اِثْبَاتُ الْمَوْلِدِ وَالْقِیَامِ'' مولانا محبوب علی جعفری کی کتاب کے رد میں لکھا، مولوی صاحب کی تصانیف کی فہرست نظر سے نہیں گزری اس لئے اس کتاب کا نام معلوم نہیں، مولوی صاحب دہلی کے حسینی جعفری سادات خاندان کے ایک فرد تھے، والد کا نام مصاحب علی بن حسن علی تھا، یکم محرم ۱۲۰۰ھ کو پیدا ہوئے حضرت شاہ عبدالقادر بن حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہما سے علم حاصل کیا، بعد میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کی سند حاصل کی، حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے ترمذی شریف کی قراءت اور سماع میں مولانا اسماعیل دہلوی کے ہم سبق تھے، اور بعد میں ان کے رنگ میں رنگے گئے، سید احمد بریلوی کے ہاتھ پر جہاد کے لئے بیعت کی اور اس میں ایک قافلہ کی سربراہی کرتے ہوئے شریک ہوئے لیکن بعد میں ان کے اطوارِ بود و باش کو دیکھ کر متنفر ہو گئے، اور واپس آ گئے، ان کی علیحدگی سے اس تحریک کو خاصا نقصان پہنچا، ہندوستان سے مالی اور افرادی مدد آنا منقطع ہو گئی جو عرصہ بعد بڑی تگ ودو

سے بحال ہوسکی۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بقول سرسید احمد خان علی گڑھی انگریزوں کے خلاف فتویٔ جہاد پر دستخط کرنے سے انکار کردیا، اور جنرل بخت خان کو کہا ہم مسلمان گورنمنٹ انگریزی کی رعایا ہیں، ہم اپنے مذہب کی رو سے اپنے حاکموں سے مقابلہ نہیں کرسکتے۔ (ملاحظہ ہو: ہنٹر پر ہنٹر، ص۳۲) لیکن اس زمانہ میں چھپنے والے فتویٔ جہاد میں ان کا نام شامل ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْحَالِ۔

حضرت مولانا شاہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا اسماعیل دہلوی کے خلاف "تَحْقِیْقُ الْفَتْوٰی فِیْ اِبْطَالِ الطَّغْوٰی" نامی کتاب میں ان کی تکفیر فرمائی ہے۔ مولوی محبوب علی جعفری نے اس فتوی کی تائید کی ہے اور اس پر اپنے دستخط ثبت کئے ہیں۔

مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی

عفی عنہ

۷ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ ۲۴/۳/۲۰۱۰ء۔